مدیر کے نام

مدیر ترجمان القرآن ' محترم خرم مراد کی گذشتہ ماہ وفات پر دنیا کے مختلف حصوں سے تعزیتی خطوط موصول ہوئے۔ ان میں سے صرف چند کی کچھ جھلکیاں پیش کی جا رہی ہیں۔

عبدالقدیر سلیم' کراچی

۵۲-۱۹۵۱ سے ان کا ساتھ شروع ہوا۔ جمعیت میں شروع سے ہم نے انھیں ایک محترم' معتبر اور بزرگ کی حیثیت سے جانا اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا' ان کی طبیعت کے ٹھہراؤ' محبت اور اعتبار میں اضافہ ہی ہوتا گیا' گاہے اختلاف رائے کے باوجود کبھی جھگڑے یا شکست اعتماد کی نوبت نہ آئی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی بے پایاں رحمت سے وہ بہت سی نعمتیں عطا فرمائی تھیں جن کی خواہش کی جا سکتی ہے اور ان میں سرفہرست' علم اور تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق ہیں' جو کم ہی یکجا ہوتے ہیں۔ ترجمان القرآن میں ان کی آخری تحریریں دیکھ کر یقین نہ آتا تھا کہ اس پائے کی علمی' تحقیقی تحریریں' جن کی شگفتگی اور تازگی ایک نہایت صحت مند ذہن و جسم کی غمازی کرتی ہیں' اس شخص کے قلم سے نکل رہی ہیں جو شدید کرب و علالت میں ہے' جس کی شریانیں تقریباً بند ہو چکی ہیں' اور جس کے قلب کی تیسری جراحی ہونے والی ہے۔ لاریب یہ انھی کا حصہ ہے' جنھیں اللہ کے فضل و کرم سے نفس مطمئنہ حاصل ہو چکا ہو۔ ان کی یہ کیفیت اس وقت بھی تھی' جب وہ ۱۹۷۴ء میں بھارت میں جنگی قیدیوں کے کیمپ میں تین سال گزار کر کراچی آئے تھے اور میں ان سے ملنے گیا تھا۔ کوئی شکایت نہ تھی' نہ کسی غم کا اظہار۔ اگرچہ صحت بہت بگڑ چکی تھی' لیکن چہرے پر وہ منفرد مسکراہٹ' جس کے ساتھ آنکھوں میں وہ مخصوص اداسی جھانکتی تھی' جو ان کا خاصہ تھا' دھیمے دھیمے لہجے میں گفتگو' جس میں ہمیشہ اپنائیت اور مٹھاس ہوتی تھی۔ کراچی آتے' تو مجھے فون کرتے' اور شرمندہ کرتے یہ کہہ کر کہ آپ کے ہاں آ رہا ہوں۔ میں ان کا خورد تھا' خود ہی ان کے پاس پہنچ جاتا۔ اب ان سے کیسے ملوں گا! ہاں' اللہ کی شان رحمت سے امید ہے کہ اپنے عفو و کرم کے نتیجے میں آخرت میں ہمیں اپنے دوستوں کی صحبت سے شاد فرمائے گا۔ **المرء مع من احب**' اس کے محبوبؐ کا فرمان ہے جس پر ہمیں پورا یقین ہے۔

حفیظ الرحمٰن صدیقی' کراچی

یہ ایک ایسی شخصیت کی وفات کا صدمہ ہے جس کی خوبیاں مثال دینے کے کام آیا کریں گی۔ میرے علم کے مطابق وہ ایک سال تک حقیقتاً بیمار رہے۔ پھر بھی ترجمان کی ادارت میں انھوں نے کوئی ایسی کمی نہیں آنے دی کہ اس کا قاری ان کی علالت کا اندازہ کر سکے۔ ذمہ داری پوری کرنے کی یہ حقیقتاً ایک مثال ہے جس کا حوالہ دیا جاتا رہے گا۔ دنیا کے ساتھ دین کا علم اتنا گہرا کہ بہت سے علما ان کی ہمسری نہ کر سکیں۔ پرہیزگاری ایسی کہ مشکل سے

کہیں ملے۔ ان سب کے پہلو بہ پہلو اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی بجاآوری میں بھی یکتا۔

شفیق الرحمٰن' نئی دہلی

وہ ایک صاحب دل بزرگ تھے۔ وہ کردار کے غازی تو تھے ہی' اپنی گفتار سے بھی انھوں نے ہزاروں کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ وہ اقبال کی زبان میں قبیلے کی آنکھ کا تارا تھے۔

ڈاکٹر خالد علوی' برمنگھم

ان کے اخلاص' دین سے وابستگی اور دعوت الی اللہ کے لیے بے پناہ جذبہ و شوق' وہ اعمال صالحہ ہیں جو ان کے درجات کی بلندی اور خطاؤں کی معافی کا باعث ہوں گے۔

سلیمان گل' ریاض

وہ اپنے نصب العین رضاے الٰہی کے حصول کی کوشش اور اعلاے کلمتہ اللہ کے مقدس مشن میں آخری سانس تک مصروف رہے۔ ان کی تحریریں مایوس دلوں میں امید کی کرنیں پیدا کر دیتی تھیں۔ وہ گرتوں کو تھامنے والے تھے۔ وہ **بشروا ولا تنفروا یسروا ولا تعسروا** کی تصویر تھے۔

محمد رضی الاسلام ندوی' علی گڑھ

یہاں جماعت اسلامی کے ایک ہفتہ وار پروگرام میں ایک صاحب نے یہ خبر سنائی تو اس موقع پر ڈاکٹر عبدالحق انصاری صاحب نے مرحوم کی تحریکی خدمات پر مختصر روشنی ڈالی۔ میں مرحوم کو ان کی تحریروں کے واسطے سے جانتا تھا۔ ان میں سوز' تڑپ' للہیت اور اخلاص پنہاں تھا وہ بہت متاثر کرتا تھا اور میرا احساس ہے کہ میری طرح ہزاروں ان تحریروں کے اسیر ہوں گے۔ مجھے ان سے دو مرتبہ خط و کتابت کا شرف حاصل ہے۔ جب وہ ماہنامہ ترجمان القرآن کے مدیر بنائے گئے تو انھوں نے قلم کاروں کا حلقہ وسیع کرنے کے لیے مختلف اصحاب قلم کو خطوط لکھے۔ میں اپنے آپ کو خوش قسمت اور صاحب شرف سمجھتا ہوں کہ ان کی تیار کردہ فہرست میں میرا بھی نام شامل تھا۔ انھوں نے مجھے جو خط بھیجا وہ کمپیوٹر کتابت میں تھا۔ اس کے ایک کونے میں انھوں نے اپنی تحریر میں لکھا تھا: "برادر عزیز' آپ سے تعارف تو نہیں لیکن آپ کا تذکرہ دوستوں سے سنا ہے۔ یہ محض ایک سرکاری خط نہیں' تحریک اور میری طرف سے ایک درخواست بھی ہے"۔ غالباً اگست یا ستمبر ۹۶ میں مجھے ان کی علالت کی خبر ملی۔ اس موقع پر میں نے اپنی ایک نجی ضرورت سے انھیں خط لکھا تو اس میں علالت کی اطلاع ملنے کے ساتھ چند دعائیہ کلمات بھی لکھے۔ خط لاہور ہوتا ہوا لیسٹر پہنچا جہاں وہ زیر علاج تھے تو اس کا انھوں نے فوراً جواب دیا۔ اپنی علالت کے سلسلے میں انھوں نے لکھا: "دعاؤں اور خیریت طلبی کے لیے شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جتنی زندگی ہو' اس کی بندگی میں گزرے"۔ مرحوم کے یہ دونوں خطوط میرے لیے بڑا سرمایہ ہیں۔